بمصطفیٰ برسان خویش را کہ دیں ہمہ اوست

سید مناظر احسن گیلانی

شرعی مطالبات کی خود ساختہ توجیہوں اور تاویلوں کی جسارتوں سے زیادہ مناسب، کیا یہ نہیں کہ خود شریعت اور شریعت کی کتاب ہی میں یہ تلاش کیا جائے کہ اپنے ان مطالبات سے کن مقاصد کی تکمیل اس کے پیش نظر ہے۔ ماننے والے یہ جانتے ہیں کہ قرآن میں براہ راست خطاب الٰہی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اس کے ہر فقرے اور ہر آیت کی بنیاد انسانی عقل کی ناقص معلومات، ادھورے تجربات، مشتبہ مشاہدات پر نہیں، بلکہ عالم الغیب والشہادۃ کے اس محیط علم پر قائم ہے جس کے احاطہ سے نہ کوئی چیز خارج ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔ اعتماد و یقین کے لیے اس سے زیادہ محکم اور زیادہ استوار اساس کا کیا کوئی تصور بھی کر سکتا ہے!

یہ دوسری بات ہے کہ اس دعوے کو --- یہ کتاب خدا اور خالق کائنات کی کتاب ہے --- مشتبہ ٹھہراتے ہوئے، دعوے کو پیش کرنے والے ہی کے متعلق العیاذ باللہ افترا اور جھوٹ کے وسوسے کی نیش زنی سے کسی بدبخت کو نجات نہ ملی ہو۔ ان مسکینوں، عقل کے مسکینوں، کو دیکھ کر تعجب ہوتا ہے۔ حالانکہ یہ وہ پاتے ہیں، اور یہی ان کو پانا بھی چاہیے کہ خدا کے نام سے قرآن کے پیش کرنے والے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و کردار کی عظمتوں سے ان کے قلوب لبریز ہیں۔ آپ کی بے داغ صداقت اور سچائی کے وزن سے ان کا دل ان کا دماغ دبا چلا جاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ زندگی کی رمق بھی جن کے اخلاقی حاسہ میں باقی رہ گئی ہو، نہ ماننے پر مصر ہونے کے باوجود انھوں نے اسی کے اقرار پر اپنے آپ کو بے بس پایا کہ سچے ہونے کے لیے کسی انسان کو جو کچھ بھی ہونا چاہیے وہی سب کچھ محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

بہر حال کچھ بھی ہو، دوسروں کے متعلق تو میں نہیں کہتا، اپنا حال یہی ہے کہ قرآنی خبریں --- مثلاً یہی کہ نیکوکاروں اور بدکرداروں کا انجام ایک نہیں ہو سکتا، مٹی میں مل کر ظالم اور مظلوم دونوں

کا قصہ ختم ہو کر برابر نہیں ہو جاتا بلکہ الدین یعنی بدلے کی اقتداری قوت کے ساتھ مالک بن کر' ایک دن سب کے سامنے ان کا پیدا کرنے والا آئے گا اور کیے کے نتیجوں تک کرنے والوں کو پہنچا دے گا ان سے نظم عالم کے لاحاصل ہونے کے بجائے' اس کی معنویت و افادیت کی آگاہی قرآن سے حاصل ہوتی ہے۔ جس آنے والی گھڑی کی تعبیر اسی کتاب میں الساعة اور القیامة سے کی گئی ہے -- کہ نتائج کو اگلنے کے لیے دنیا اس وقت کھڑی ہوگی اس گھڑی کو اس وقت تک تو میں اپنے سامنے پاتا ہوں جب تک قرآنی آیتوں اور اس کی دی ہوئی خبروں کی عینک میرے اعتماد و یقین کی آنکھوں پر چڑھی رہتی ہے۔ گوشت' پٹھوں اور رگوں کے مجموعے سے بنی ہوئی' اور پیشانی کی ہڈیوں میں جڑی ہوئی' آنکھوں کا مشاہدہ' یقین کی اس کیفیت کو میرے اندر نہیں پیدا کر سکتا تھا' جس کی لازوال قوت کو میں اپنے دل کے اس یقین اور سکون و اطمینان میں پاتا ہوں' جو محمد رسول اللہ ؐ کو سچا مان لینے کے بعد قیامت کے متعلق قرآنی خبریں مجھ میں پیدا کرتی ہیں۔

شبہ کی آلائشوں سے میرا یہ قرآنی یقین پاک اور قطعاً پاک ہے۔ کیونکہ اس علم میں واسطہ' نقائص اور کوتاہیوں سے بھرا ہوا' میرے جسم کا آلہ (آنکھ) نہیں ہے' بلکہ علم و دانش کا وہ لازوال خزانہ ہے جس پر چوک اور غلطی' غلط فہمی کے اندیشوں اور وسوسوں کی ساری راہیں بند ہیں۔ ادراک و علم کا یہی ایک واحد تنہا ذریعہ ہے جس پر نہ شکوک کے بادل ہی چھا سکتے ہیں اور نہ بے اعتمادی کی ہوا ہی اس کو چھو سکتی ہے۔

علم اور صرف علم' یقین اور فقط یقین!

دھلا دھلایا' صاف ستھرا' شفاف' وتاباں و درخشاں علم!!

لیکن عالم کے اس موجودہ نظام کے اسی فائنل رزلٹ کی قرآنی اطلاع کے پیچھے جوں ہی کہ عقلی کندھوں کے لگانے والوں کی سرگرمیاں شروع ہو جاتی ہیں' اور دیکھے ہوئے مشاہدات سے بھی زیادہ ناقابل زوال یقین پر جس علم کی بنیاد قائم ہے' جب اس کی پشتیبانی کا ارادہ استدلال کے پائے چوبیں سے کیا جاتا ہے' تو میں سچ کہتا ہوں' مجھ پر تو خفقان کا دورہ پڑنے لگتا ہے۔ جو چیز روشنی میں تھی کچھ ایسا محسوس ہونے لگتا ہے کہ تاریکی کی گہرائیوں میں ڈوبتی چلی جا رہی ہے' اور جو بات سامنے تھی' نظروں سے گویا اوجھل ہو رہی ہے۔ بے ساختہ جی چاہتا ہے کہ نعرہ خلیلی لا احب الآفلین ، میں نہیں چاہتا ڈھل جانے والے کو' کے ساتھ میں بھی چیخ اٹھوں۔

کچھ ٹھکانہ ہے ان بے تمیزیوں کا؟ خبر تو دی ہی جاتی ہے ایسی چیزوں کی جو سامنے نہ ہوں۔ دن کی روشنی میں جو یہ اطلاع دے کہ آفتاب چمک رہا ہے' یا جمعے کے بعد ہفتے کا دن آئے گا' گرمی کے بعد

برسات اور برسات کے بعد سرما کا موسم نمودار ہو گا ---- بھلا سامنے کے ان واقعات ' روز مرہ پیش آنے والے ان مشاہدات کی بھی کوئی خبر دیا کرتا ہے - لوگ سوچتے نہیں ' ورنہ بادنیٰ تامل ان پر واضح ہو سکتا ہے کہ مذہب و ادیان میں یہ کبھی نہیں منوایا جاتا کہ زمین دکھائی دے رہی ہے ' تارے چمک رہے ہیں ' درخت جھوم رہے ہیں یا پانی بہہ رہا ہے ' ان باتوں پر ایمان لایا جائے ' ان کو مانا جائے -

نبوتوں اور رسالتوں کی آگاہیوں اور دعوت کا تعلق ' کون نہیں جانتا ' ان ہی حقیقتوں سے ہوتا ہے جن کو علم و ادراک کے عام اور معمولی ذرائع سے نہ ہم جانتے ہیں اور نہ جان سکتے ہیں -

یہی قیام قیامت کا قصہ ہے - زندگی سے جو ایک وقت محروم تھے ' ان کو آج زندگی پانے کے بعد اچنبھا ہوتا ہے کہ زندگی سے محروم ہو جانے ' یعنی مرنے کے بعد ' پھر زندہ ہونے کا موقع ان کو کیسے ملے گا! آپ دیکھ رہے ہیں ' خواہ مخواہ کے انقباض اور بے معنی گرانی کے سوا اس قسم کے بے بنیاد وسوسوں کی تہ میں کچھ بھی نہیں ہے -

اوروں کو جانے دیجیے جو قرآن کو خدا کی کتاب مانتے ہیں اور یہ ہی مان کر اس کی تلاوت بھی کرتے ہیں ان سے میں پوچھتا ہوں کہ کیا وہ اس کتاب میں ایسی آیتیں نہیں پاتے - جس کا جی چاہے اس کتاب کو اٹھالے ' اس کو اسی نوعیت کی آیتیں ملتی چلی جائیں گی جن میں قیام قیامت کے تعین کی بنیاد حق سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے وعدے ' اپنے اعلان ' اپنے بیان ' اور اپنی خبر ' اپنی اطلاع ہی کو ٹھہرایا ہے -

واقعہ یہی ہے کہ بجائے مخلوقات کے ' خود عالم کے پیدا کرنے والے خالق کی خبر سے زیادہ یقینی آگاہی کا ذریعہ اور کیا ہو سکتا ہے؟ لے دے کر اس راہ میں بحث و نظر کی ضرورت صرف اتنی ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (العیاذ باللہ) غلط بیانی سے تو کام نہیں لیا؟ جوں ہی کہ یہ مسئلہ طے ہوا ' اچانک ہم مخلوقات کے سامنے سے ہٹ کر براہ راست خالق کائنات کے سامنے اپنے آپ کو کھڑا پاتے ہیں -

اب میرے کان خدا کی آواز سن رہے ہیں ' اور کان کے سنے ہوئے ان الفاظ ' یا آنکھوں سے دیکھے ہوئے قرآنی حروف سے ' میرے دل کو دماغ کو براہ راست خالق کائنات سے آگاہیاں حاصل ہو رہی ہیں ' میری دانش ' میرا علم سبحانہ و تعالیٰ کے علم محیط کے ساتھ مربوط ہو جاتا ہے -

مختصری بات بہت طویل ہو گئی - ذکر تھا قرآن کے مطالبے کا - مثلاً ' میری سمجھ میں نہیں آتا کہ خود قرآن ہی میں روزے کے متعلق خالق کائنات نے جن باتوں کا تذکرہ کیا ہے ان سے لاپروائی اختیار کر کے ' خدا کے اس مطالبے کے اندر بندوں کے پیدا کردہ من مانے مطالب بھرنے ' یا اپنی خود تراشیدہ

حکمتوں اور مصلحتوں کو اس الٰہی مطالبے سے برآمد کرنے کا عام رواج جو اس زمانے میں مقبول ہو رہا ہے' اور تھوپنے والے اللہ کی باتوں پر اپنی عقل کے تخیلات کو جو تھوپ رہے ہیں' اس سے کیا حاصل ہو رہا ہے۔ میرے نزدیک تو بجائے بڑھنے کے غیر شعوری طور پر اس طریقے سے قرآن کے مطالبے کی قوت شاید گھٹ رہی ہے۔

آخر روزے کی یہ فیلاسفیاں -- مثلاً یہ کہ روزہ طبّی منافع کا ضامن ہے' یا بھوکوں کی بھوک کی تکلیف کا احساس روزے کے ذریعے سے شکم سیروں اور پیٹ بھروں کے اندر پیدا کرانا مقصود ہے ---لہک لہک کر پنڈالوں میں حکمت کے یہ دریا جو بہائے جاتے ہیں' اور اب تو منبروں سے بھی اسی کی آواز بازگشت ٹکرانے لگی ہے' کیا واقعی روزے کی یہی صحیح قیمت ہے جو اسلام کے ان گوہر ناشناس صرافوں کی طرف سے لگائی جا رہی ہے۔ وہ کیا جواب دے سکتے ہیں اگر پوچھا جائے کہ جسمانی صحت کی شکایت جن لوگوں کو نہیں ہے' ان کو آپ کے اس طبّی منافع کی ضمانت سے مستفید ہونے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ یا جن امیروں کے باورچی خانوں سے غریبوں اور بھوکوں کو کھانا تقسیم ہی ہوتا رہتا ہے' خواہ مخواہ ان بے چاروں کو بھوک سے مرنے والوں کے دکھ کا مزہ کیوں چکھایا جائے؟

سچ تو یہ ہے کہ جس کی سرشت میں بغاوت و طغیان کا ایسا طوفان پوشیدہ ہو کہ اپنے پیدا کرنے والے کے حکم کو لاپروائی کے ساتھ ٹال دینے کی جرات کر سکتا ہو' اس سرکش کو اسی جیسے مخلوق انسان کی اسرار آفرینیوں سے روزہ رکھنے پر' سوچیے تو سہی' کہاں تک راضی کرنے میں آپ کامیاب ہو سکتے ہیں۔

کچھ بھی ہو' اپنا ذاتی احساس تو یہی ہے کہ مصالح اور فلسفے کے دور دراز قصوں سے کہیں زیادہ بہتر تھا' اور ہے' آیندہ بھی رہے گا' کہ بندوں کو ان کے پیدا کرنے والے خالق کا حکم سنا دیا جائے' حکم دینے والے نے حکم کے جو کچھ اسباب و وجوہ اور مصالح و فوائد بتائے ہوں ان کو بھی سمجھا دیا جائے۔ آگے چھوڑ دیا جائے بندے کو اور اس کے پیدا کرنے والے کو۔ اطاعت و بغاوت کے پارے کے اتار اور چڑھاؤ کا دارومدار ---چاہے کوئی مانے یا نہ مانے' مگر جو بھی سوچے گا یہی پائے گا--- اعتماد اور بھروسے کی اس کیفیت پر ہے جو بندوں کو خالق کی مرضی سے آگاہ کرنے والے درمیانی واسطے (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق دلوں میں پائی جاتی ہے۔

بمصطفیٰ ؐ برسان خویش را کہ دیں ہمہ اوست

"ہمہ اوست" کے اس اقبالی نظریے ہی میں سچ پوچھیے تو دین کا سارا راز پوشیدہ ہے۔ جس نے یہ سمجھ لیا سب کچھ سمجھ لیا' اور سب کچھ سمجھ لینے کے بعد بھی اس حقیقت سے جس کا دل بیگانہ رہا'

یقین مانیے کہ زبان سے لاکھ دین اور مذہب کے نعرے لگاتا ہو کیا دل نے بھی اس کے کچھ پایا ہے؟ اس کا پتہ دل ہی کے ٹٹولنے سے خود اس کو چل سکتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ یہی دین کا فلسفہ بھی ہے اور یہی اس کی سائنس بھی۔ یہی علم کلام ہے اور یہی تصوف اور یہی وہ سب کچھ جس کا نام دین اور مذہب کے دائرے میں لیا جاتا ہے یا لیا جاسکتا ہے۔ کہنے والے نے سچ کہا ہے۔

خراباتیاں مے پرستی کنند   محمد بگویند و مستی کنند

(اہل خرابات مے پرستی کر رہے ہیں' محمد کا نام لیتے ہیں اور مستی کرتے ہیں۔)

(اخذ و تلخیص : خرم مراد)

ترجمان القرآن یہاں سے حاصل کیجیے

۱۔ دی بک ڈسٹری بیوٹرز ۱۵۲۔بی خداداد کالونی کراچی فون ۷ ۷۷۸۷۱۲
۲۔ مکتبہ تحریک اسلامی احمد مارکیٹ یونٹ نمبر۸ لطیف آباد' حیدر آباد
۳۔ مکتبہ تعمیر انسانیت نزد کرن بیکری فیض محمد روڈ' سکھر
۴۔ پاسبان خبر مرکز دفتر جماعت اسلامی ۱۔ سرور روڈ ملتان
۵۔ قومی نیوز ایجنسی' اخبار مارکیٹ ہسپتال روڈ لاہور فون ۷۲۴۹۸۱۳
۶۔ اسلامک بک سینٹر معرفت شیخوپورہ آرمری مین بازار شیخوپورہ
۷۔ مکتبہ افکار اسلامی عمر مارکیٹ کچہری بازار' فیصل آباد
۸۔ دفتر جماعت اسلامی فاضل ٹاؤن سرگودھا
۹۔ جامعہ معارف اسلامی یوسف شاہ روڈ' جھنگ صدر
۱۰۔ دفتر جماعت اسلامی' ۹۸۔ای سیٹلائیٹ ٹاؤن' گوجرانوالہ
۱۱۔ البدر ایچ۔۲۔۵ گارڈن کالج روڈ' راولپنڈی
۱۲۔ بک سینٹر' چوک فوارہ' اٹک شہر
۱۳۔ افضل نیوز ایجنسی' چوک یادگار پشاور
۱۴۔ دی بک ڈسٹری بیوٹرز' الیبد پلازہ آبدارہ چوک' جمرود روڈ' پشاور

منیجر ترجمان القرآن ۵۔اے ذیلدار پارک' اچھرہ لاہور